اخوت اسلامی: قسط (۲۳)

صحابہ کرامؓ روئے زمین کا افضل طبقہ

ابو عبداللہ عبدالرحیم روزی

شہید محراب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

(گزشتہ سے پیوستہ) جنگ خیبر محرم ۷ھ میں آپ رضی اللہ عنہ کی زیر نگرانی دستہ کفار کی نقل وحمل پر نظر رکھتا تھا۔ فتح مکہ، جنگ حنین، تبوک رجب ۹ھ ودیگر مغازی میں شرکت فرمائی۔ جنگ تبوک میں اپنا آدھا مال ومتاع لا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اسی سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ازواج مطہرات حفصہؓ وغیرہ کے ساتھ ایلاء کا واقعہ پیش آیا۔ جس میں عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی حفصہؓ کو خوب سمجھایا، کہا کہ "کیا میں تمہیں پہلے نصیحت کرتا اور ڈراتا نہ تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بحث وتکرار نہ کریں۔ اور جس چیز کی ضرورت ہو مجھ سے مانگیں۔" پھر اس بالا خانے کی طرف گیئے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے، آپ کی دل بہلائی کی باتیں کیں۔ کہا "ہم مرد لوگ مکہ کے معاشرے میں خواتین پر غالب رہتے تھے۔ لیکن جب ہم مدینہ کے معاشرے میں پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ یہاں خواتین کا غلبہ ہے......" یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا اٹھے۔[البخاری كتاب النكاح باب موعظة الرجل ابنته] آپ رضی اللہ عنہ نے اس افواہ کی تحقیق بھی کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ازاوج مطہرات کو طلاق دی ہے۔

لقب فاروق کی وجہ تسمیہ: نزال بن سیرہ ہلدی کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ذاك (عمر) امرأ سماه الله الفاروق فرّق بين الحقِ والباطلِ، سمعت النبي صلی اللہ علیہ وسلم يقول: "اللهم اعز الإسلام بعمر" [الرياض النضرة] "وہ تو عمر ہے، وہ ایسا شخص ہے جسے اللہ تعالیٰ نے "فاروق" کا نام عطا کیا ہے۔ آپ نے حق اور باطل کے درمیان فرق کیا۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اے اللہ! اسلام کو عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعے طاقت عطا فرمائیں۔"

غم واندوہ کا پہاڑ ٹوٹ پڑا: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الأول ۱۱ھ بمطابق جون ۶۳۴ء کو اس دار فانی سے رحلت فرما گیئے تو عمر رضی اللہ عنہ اپنی صلابت کے باجود اس حادثہ دلفگار سے متأثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ اور لوگوں کے مجمع سے کہنے لگے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوئے ہیں؛ بلکہ موسیٰ علیہ السلام کی طرح اللہ کے ہاں گیئے ہیں، پھر واپسی ہوگی اور منافقین کا خاتمہ کریں گے۔ منافقین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت پر بغلیں بجانے لگے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے خطاب کا دوررس اثر یہ ہوا کہ جن لوگوں کے دلوں میں نفاق بسا ہوا تھا۔ اس خطاب کے ذریعے اللہ تعالیٰ ان کو روک رکھا۔[البخاری ح:٣٦٦٩]

آپؓ فرماتے ہیں کہ: "میں نبی ﷺ کے حجرے میں تھا کہ ایک آدمی زور زور سے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہنے لگا کہ "عمر! باہر آیئے۔ میں نے کہا: اے آدمی! ہم مصروف ہیں۔ تو یہاں سے چل! اس نے کہا کہ اگر تمہیں امت کی فکر ہے تو امت کو پالے۔[مسند ابی یعلی ،فتح الباری فضائل صحابہ باب ٥] جبکہ حضرت عویم بن ساعدہ اور معن بن عدی نے مسجد نبوی میں آ کر ابوبکر صدیقؓ کو اطلاع کر دی۔ جہاں صحابہ نبی ﷺ کی تجہیز و تکفین میں مصروف تھے انہوں نے کہا کہ فتنہ کا دروازہ اگر آج اللہ نے آپ کے ہاتھوں بند نہ کیا تو پھر کبھی بند نہ ہوگا۔ لوگ سعد بن عبادہ کی بیعت کرنے والے ہیں۔ چنانچہ راستہ میں ابو عبیدہ بھی مل گیئے۔[الکامل فی التاریخ] ایسا لگتا ہے کہ انصار کے یہ صحابہ کرام، سقیفہ بنوساعدہ کی یکطرفہ متوقع اقدامات کو درست نہیں سمجھ رہے تھے۔ اور خلافت و قیادت کے مستحق قریش اور مہاجرین کو سمجھتے تھے۔ مگر وہ مشتعل اور جذبات سے معمور اس مجلس میں اظہار نہ کر سکتے تھے۔ اور ان کی اختلاف رائے کثرتِ رائے سے مسترد کیئے جانے کا خدشہ تھا۔ چنانچہ کچھ لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا ہوگا اور کچھ ابوبکر کی طرف اور کچھ عمر کی طرف ممکنہ فتنہ سے آگاہ کرنے کے لیے نکلے تھے۔ نیز یہ امر بھی صحابہ کے دور میں کوئی مبہم نہ تھا کہ وہ رسول ﷺ کے بعد جناب ابوبکر و عمر کی طرف اہم معاملات اور ایمرجنسی کے اوقات میں رجوع کرتے اور بزرگوں کو آزمودہ، صاحب عقل و بینش، صاحب بصیرت، مدبر اور اصحاب حل و عقد سمجھتے تھے۔

سقیفہ بنوساعدہ میں مہاجرین و انصار میں سے حضرت حباب بن منذر، ابوبکر، عمر ابوعبیدہ، اسید بن حضیر، بشیر بن سعد اور زید بن حارث وغیرہ نے آزادانہ طور پر اپنی آراء اور دلائل پیش کر دیے۔ اختلاف رائے کا اظہار مکمل آزادی کے ساتھ کیا گیا۔ تقابلی جائزے کے بعد لوگ مہاجرین کے حقداریت کے قائل ہوگیئے۔ اور الحمدللہ نبی اکرم ﷺ کے اشارات و منشأ اور شورائی و جمہوری تقاضوں کے عین مطابق ابوبکرؓ کے ہاتھ بیعت کی پہلی نشت منعقد ہوئی۔ یہاں نہ کوئی فوج تھی، نہ کوئی ڈنڈا تھا۔ اور نہ کسی قسم کا دباؤ تھا۔ بلکہ "یأبی اللہ والمؤمنون إلا أبابکر" کی عملی پیشگوئی مکمل ہو رہی تھی۔ اور امت ایک لامتناہی فتنہ و انتشار سے بچ چکی تھی۔ اس سے زیادہ صاف اور شفاف بیعت کا انعقاد کی کوئی مثال ہے؟

جب ابوبکر صدیق سریر آرائے خلافت ہوئے تو مشیر و ناصح کے طور پر تعاون کیا۔ اور ابوبکر آپ سے خوش رہے۔ ابوبکرؓ نے اصحاب کرام سے مشورہ لینے کے بعد آپ کو خلیفہ منتخب کیا۔ فرمایا کہ "ان کی سختی اس لیے تھی کہ میں نرم تھا۔ جب کام انہی پر پڑے گا تو خود بخود نرم ہو جائیں گے" ایک اعتراض کے جواب میں کہا کہ "میں اللہ سے کہوں گا کہ میں نے تیرے بندوں پر اس شخص کو ذمہ دار مقرر کیا جو تیرے بندوں میں سب سے زیادہ اچھا تھا۔ جب عہدنامے کو مجمع عام میں پڑھ کر سنایا گیا تو سب نے کہا: "سمعنا و أطعنا"

حضرت علیؓ نے امیر معاویہ کے نام مکتوب میں لکھا کہ "میری بیعت ان لوگوں نے انہیں ایجنڈوں پر بیعت کی ہے جنہوں نے ابوبکر، عمر اور عثمان کی جن ایجنڈوں پر بیعت کی تھی۔ پس حاضر مجلس کے لیے کسی اور کو اختیار کرنے ہے نہ غیر حاضر کو مسترد کرنے کا حق۔ شورائیت کا حق مہاجرین وانصار کو ہے، اگر وہ کسی شخص پر متفق ہوکر اسے امام کہیں تو اسی میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی شامل ہوگی۔" [نهج البلاغةاردو ترجمه ص٦٤٤]

غیر معمولی فتوحات: آپ کا عہد میمون اسلام کا عہد عروج، مثالی ریاست اور فتوحات وتوسیع مملکت کے لحاظ سے زریں عہد ہے۔ آپ کے دور میں اسلامی مقبوضہ ممالک کل رقبہ 2251030 مربع میل تھا۔ عراق عرب وعجم، شام، اصفہان، خوزستان، آذربائیجان، آرمینیہ، طبرستان، فارس، کرمان، سیستان، مکران، موصل، خراسان، مصر اور اسکندریہ ایشائے کوچک (روم) کی فتوحات ہوئیں۔ آپ کے دور کے مشہور جہادی معرکوں میں معرکہ بویب، قادسیہ، جلولاء، حمص، یرموک اور فحل وغیرہ ہیں۔

مکران ۲۳ھ موافق ۶۴۴ء میں فتح ہوا۔ یہاں حضرت حکیم بن عمرو تغلبی کو مامور کیا گیا تھا۔ دربار خلافت میں فتح کی خوشخبری لے کر حضرت محار عبدی کو بھیجا گیا۔ مؤرخ طبری کے مطابق آپ نے ان سے مکران کا حال پوچھا تو اس نے رپورٹ دی کہ: "أرض سهلها جبل، وماء هاوشل، وثمرها دقل، وعددها بطل، وخيرها قليل، وشرّها طويل، والكثير فيها قليل"

آپؓ نے یہ خوفناک رپورٹ سن کر لکھ بھیجا کہ فوجیں جہاں پہنچ چکی ہیں وہیں رک جائیں۔ بلاذری کے مطابق افواج دیبل اور تھانہ تک پہنچ چکے تھے۔ اور اسلام کا قدم سندھ و ہند تک آچکا تھا۔ بلاذری نے مذکورہ رپورٹ حضرت حکیم بن جبلہ عبدی کی بتاتی ہے۔ اور عمرؓ کے بجائے حضرت عثمان کا واقعہ قرار دیا ہے۔

آپ کے جرنیلوں میں حضرت ابوعبیدہ، ابوعبیدہ ثقفی، مثنی بن حارثہ، یزید بن ابوسفیان، زبیر بن عوام، سعد بن ابی وقاص، عاصم بن عمرو تمیمی، نعمان بن مقرن، قعقاع بن عمرو، خالد بن ولید اور شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہم وغیرہ ہیں۔

شہادت کے مرتبہ پر فائزہ: خطیب بغدادی نے امام مالک سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمرؓ، اپنی بیوی، نواسی رسول ﷺ ام کلثوم بنت علی مرتضیٰ پر داخل ہوئے تو وہ رو رہی تھی۔ پوچھا: کیوں رو رہی ہو؟ کہنے لگی: یہ یہودی کعب احبار کا کہنا ہے کہ آپ جہنم کا ایک دروازہ ہے۔ آپ نے کہا: ماشاء اللہ! پھر نکل چلا گیا اور کعب کو بلالایا۔ اس نے کہا: اے امیر المؤمنین! اس ذات کی قسم ہے جس کی ہاتھ میں میری جان ہے کہ ماہ ذوالحجہ ختم ہونے سے پہلے آپ جنت میں جائیں گے۔ فرمایا یہ کیا ہے کبھی

جہنم میں؟ وہ کہنے لگا کہ ہم آپ کو اللہ کی کتاب (توریت) میں جہنم کے ایک دروازے پہ پاتے ہیں اور آپ لوگوں کو اس میں گھسنے سے روک رہے ہیں۔ جب تو رحلت کر جائیں گے لوگ اس میں کود جائیں گے۔ [الفتح کتاب الفتن ح: ۵۰]

آپؓ اللہ سے دعا کرتے تھے کہ اے اللہ! مجھے اپنے راستے میں شہادت نصیب فرما۔ اور اپنے محبوب ﷺ کے شہر میں موت دیجئے! [موطأ کتاب الجهاد، البخاری] ایک طرف نبی برحق ﷺ کی پیشگوئی تھی کہ آپ کو شہید کیئے جائیں گے۔ پھر آپ خود بھی شہادت کی دعا کر رہے تھے۔ آخری سال میں تو خصوصی طور پر اللہ کے حضور سر بسجود ہو کر خلافت اسلامیہ کے رقبہ جات کی وسعت اور اپنے بڑھاپے، قویٰ و اعصاب کے کمزوری کی فریاد بھی کی تھی کہ مجھ سے سنبھالا نہیں جا رہا۔ یہ دعائیں قبول ہو رہی تھیں۔ تو دوسری طرف مجوسی اپنے زوال پر دل ہی دل میں کڑھ رہے تھے۔ اور عربوں کی بالادستی قائم ہونے پر پیچ و تاب کھا رہے تھے۔ وہ آپس میں مسلمان اور عربوں کے بڑے قائد کو صفحہ ہستی سے ختم کرنے کے لیے اجلاس بھی کرتے تھے۔ جن میں ایک شریک اجلاس ابولؤلؤ فیروز بھی تھا۔

سیدنا علیؓ نے اس خدشہ کا جنگ نہاوند کے موقع پر اظہار بھی کیا تھا کہ اگر آپ بذات خود جنگ میں چلے جائیں تو دشمنوں میں ایک اشتعال اور جذبہ پیدا ہوگا ار آپ پر یہ کہہ کر کہ "یہ عربوں کی جڑ ہے" یکبار پل پڑیں گے اور عرب مسلمانوں کے لیے پناہ کی جگہ بھی نہ ہوگی۔" [نهج البلاغه]

جب ابولؤلؤ مجوسی نے کہ "میں آپ کے لیے ایسی چکی بناؤں گا جس کی شہرت زبان زد عام و خاص ہوگی" یہ سن کر آپ نے ساتھیوں سے فرمایا: عجمی غلام نے میرے قتل کی دھمکی دی ہے۔ [الفتح ۶۲/۵ بحواله سعيد بن منصور]

لیکن پطرس بستانی لکھتا ہے "حضرت عمر کی شہادت کا سبب وہ نہیں جو مؤرخین نے عام طور پر سمجھا اور لکھا ہے؛ بلکہ غیر مسلموں نے اس غلام کو ابھارا تھا، تاکہ ان کی موت سے اسلام کی قوت کمزور ہو جائے اور ان کی سلطنت ختم ہو جائے۔ [دائرہ معارف ۲/ ۲۳۰ حالات زندگی ابولؤلؤ]

یہ ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ موافق ۳ نومبر ۶۴۴ء کی صبح تھی عمرو بن میمون کہتے ہیں کہ اس عجمی نامراد غلام نے کمین گاہ سے نکل کر زہر آلود دو دھارا خنجر سے آپ پر پے در پے وار کیئے اور تیزی کے ساتھ صفوں میں موجود تیرہ لوگوں پر وار کرتے چلے گیے۔ ان میں سے سات شہید ہو گیے۔ بالآخر اس نے خودکشی کی۔ آپ نے فرمایا "الحمدللہ میری شہادت کسی مسلمان کے ہاتھ نہیں ہوئی۔ اور لوگوں کی یہ حالت تھی کہ گویا اس سے قبل کوئی مصیبت نہیں پہنچی تھی" [البخاری بروایت عمرو بن میمون ملخصاً]

جب قاتلانہ حملہ کیا گیا اور آپ نے تین روز کے بعد شہادت سے ہمکنار ہوئے تو تاریخ یکم محرم ۲۴ھ بمطابق ۷ یا ۸

نومبر بروز ہفتہ نبی کریم ﷺ کے پہلو میں ابدی نیند سو گیے۔ آپ کو حضرت علی، عبد الرحمن، عثمان، طلحہ اور سعد رضی اللہ عنہم نے قبر میں اتارا۔ اور آفتاب عالم تاب مٹی کی دہلیز میں چھپ گیا۔ ﴿منھا خلقنا کم وفیھا نعید کم ومنھا نخرجکم تارۃ أخری﴾

حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے جذباتی تأثرات: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں لوگوں کے ساتھ تھا، انہوں عمر رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کی۔ آپ کو چارپائی پر رکھا گیا تھا کہ ناگہاں ایک آدمی میرے پیچھے سے آ کر اپنی کہنی میرے مونڈھے پر رکھ کر کہنے لگا: "اللہ تجھ پر رحم کرے! یقیناً مجھے امید تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ رکھے گا؛ کیونکہ میں نبی ﷺ سے بہت ہی بار یہ فرماتے ہوئے سنتا تھا: "میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ نے کیا۔ میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ گیے۔ (اس رفاقت کی روشنی میں) میں امید کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دونوں ساتھیوں کے ساتھ رکھے گا" میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ [البخاری ح:٣٦٧٧]

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر لوگوں کے سامنے یہ بھی فرمایا: "عمر رضی اللہ عنہ پر رونے والوں پر اللہ کی تعریف ہو ہائے عمر! جس نے کجی کو درست کیا، مرض کا علاج کیا۔ ہائے عمر رضی اللہ عنہ! جو فوت ہو گیا، تو پاکیزہ لباس تھا، عیوب کم تھے۔ ہائے عمر رضی اللہ عنہ! جو سنت نبوی کے ساتھ چلے گیے اور فتنوں کو چھوڑ گیے۔" [کنز العمال ح:٣٦٠٨٥]

یہی عبارت مزید اضافہ کے ساتھ [نہج البلاغہ ٢/٥٠٥] میں موجود ہے۔ جس کی شرح میں ابن ابی الحدید لکھتا ہے: "یہ صفات جن پر کوئی اعتدال وانصاف پسند غور کرے اور اپنے نفس سے خواہش پرستی کو دور کرے تو بخوبی معلوم ہوگا کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے سوائے عمر کے کوئی اور مراد نہیں لیا ہے۔ [نہج البلاغہ طبع قدیم ایران]

شہید محراب فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر علی رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے تأثرت واظہار خیالات اور اوصاف کی فہرست ومقدار طویل ہے، جنہیں ہم نے بخوف طوالت ترک کیا ہے۔ دیکھیے: [مسند أحمد، مسند علي رضی اللہ عنہ، کنز العمال ٦/٣٣٤، الریاض النضرۃ إلی مناقب العشرۃ، الشریعہ، علم الھدیٰ، تلخیص الشافی للطوسی]

❁❁❁❁❁❁❁